www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

شخصیت و کردار کی ایک جھلک

محمد مزمل اَحسن شیخ

قادرِ مطلق کی قدرت کا ایک نمونہ...... عبد القادرؒ

خیبر شکن مُناظر

"وہ آیا، اس نے دیکھا اور فتح کر لیا" کا مصداق...... اللہ کی قدرت کا شاہکار...... یہ تھا مردِ میدان حافظ عبد القادر روپڑیؒ...... چہرہ ہر وقت متبسم...... ہر ملاقاتی کا خندہ پیشانی سے استقبال...... مہمان نوازی کا نبوی سلیقہ، بچوں کا بھی احترام، نہ کسی کو گالی نہ دُشنام طرازی، دلیل کی زبان سے مخالف زیر، اختلاف رائے کا پورا حق دیتے اور رکھتے۔ اپنے رب کے راستے کی طرف سے بلاتے حکمت، موعظۂ حسنہ بلکہ جدالِ احسن کے ساتھ ؎

جس سے جگر لالہ میں ہو ٹھنڈک وہ شبنم
دریاؤں کے دل جس سے دہل جائیں وہ طوفان!

ایسے لگتا ہے کہ جیسے اللہ تعالیٰ نے ان کی تخلیق ہی مناظروں کے لیے کی تھی۔ بے حسی کے دور میں جب بھی فتنے کی بو سونگھتے، فوری خم ٹھونک کر سامنا کرنا وصفِ خاص تھا اس عظیم شخصیت کا۔ جوانی میں تو سبھی تبلیغ کرتے ہیں لیکن بڑھاپے میں، بیماری میں بلکہ چلنے پھرنے سے معذوری میں بھی انکار نہ کیا اور دیکھنے والوں نے دیکھا کہ اسی سالہ جوان نے کہ جسے اٹھا کر منبر پر بٹھایا جاتا تو اللہ کے فضل سے تین تین گھنٹے قرآن وسنت کے نور کی بارش کر کے سینے منور کیے، جہالت کے اندھیروں کو دل ودماغ سے دور کر کے طالبِ حق کے لیے مینارۂ نور بنے۔ سینکڑوں نہیں ہزاروں کی ہدایت کا ذریعہ بنے۔ اللہ اکبر! وہ ایک ایسا مردِ درویش، مردِ حق تھا کہ جس میں خوئے دل آویزی تھی، نانِ جویں کے ساتھ حق تعالیٰ نے اسے بازوئے حیدر بھی بخشا تھا۔ مشرکوں، بدعتیوں، غالیوں اور تبرائیوں کے کتنے ہی قلعوں کا وہ خیبر شکن تھا۔ کتنے ہی مرحب اس کے دلائل کی کاٹ سے کٹ گئے۔ اُمر واقعی اس نے بحرِ ظلمات میں بھی گھوڑے دوڑائے کہ جہاں بڑے بڑوں کا پتہ پانی ہوتا تھا۔ تن تنہا پیدل، گرتے پڑتے، بھاگتے دوڑتے حافظ صاحب مرحوم نے اذانِ حق دی کہ اللہ کی حجت تمام ہو جائے ؎

پیامِ حق سنا دیتا ہے قیصر وکسریٰ کی محفل میں
نہیں مرعوب ہوتیں اس کی آنکھیں شان وشوکت سے!

ہم نے دیکھا کہ ججوں، پروفیسروں اور بڑے بڑے زعمائے ملت کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کے محترم حافظ عبد القادرؒ نے ہر کفر وشرک کے جالے کے تارو پود بکھیر کر رکھ دیے۔

© rasailojaraid.com

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

دعوت دینے کی دیر ہوتی اور حافظ صاحب فوری تیار، ساتھ ہی چل پڑتے کہ جانشین رسولِ امین ہونے کا حق اسی طرح ادا ہوتا ہے۔ بیماری میں کوہ ہمالہ سے زیادہ صبر کا مجسمہ کہ صبرِ ایوبیؑ کی مثال سامنے آتی۔

یہ میرے لیے اعزاز ہے کہ میں اس مردِ دانا کی عظمت کے گن گاؤں کہ جس کی تربیت سے آج کہنے، سننے اور لکھنے کے اہل ہوئے۔ اللہ انہیں اب انبیاء کے تاجدار جناب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا جنت میں ساتھ نصیب فرمائے۔ اور ہمیں ان کے بعد اندھیروں میں شمع حق روشن رکھنے کی توفیق دیئے رکھے۔ آمین !

درویشی میں شہنشاہی

حضرت عمر فاروقؓ کی ذات کے حوالے سے کسی غیر مسلم مفکر نے تجزیہ کرتے ہوئے لکھا تھا کہ ہمہ جہت شخصیت تھی، اس لیے کہ جناب عمرؓ محمد رسول اللہ ﷺ کی سیرتِ اقدس کا عکس لیے ہوئے تھے۔ فرمانِ ربانی کے مطابق یقیناً ہمارے لیے اللہ کے رسول کی زندگی میں بہترین نمونہ موجود ہے۔ یہ نمونہ ہمارے لیے جب ایک عالم با عمل کی شکل اختیار کرتا ہے تو بنی اسرائیل کے انبیاء کی مانند نظر آتا ہے۔ اور بقولِ اقبال ع "نظر آتا ہے قاری، حقیقت میں ہے قرآن"...... ایسا سوچ لینا تو آسان ہے لیکن اس کے مصداق بن کر دکھانا جوئے شیر لانے مترادف ہے۔ یہود بے بہبود کو اسی لیے پھٹکار پڑی کہ کہتے کچھ اور کرتے کچھ تھے، عالم با عمل پھر مجسمۂ حلم کہ شیوۂ پیغمبری ہے کہاں سے ایسا لاؤں!!

کردار کی اصل جھلکیاں تو وہی ہوں گی جو عملی زندگی میں صرف اللہ کے بندے بن کر رہے اور اسی کی راہ میں ساری زندگی بتادی۔ اس صدی کی عظیم روحانی، عالمی اور علمی شخصیت حافظ عبدالقادر روپڑیؒ کہ اپنی مثال آپ تھی۔ جناب حافظ عبدالقادر روپڑیؒ...... ایک عہد ساز شخصیت، سینکڑوں نہیں ہزاروں پر بھاری، امت وقانت کی تفسیر، سادگی کا مرقع حافظ صاحب سادہ لباس پہنتے۔ ہمیشہ کرتا لنگی پہنی، سر پر کلاہ رکھا، کج کلاہ بننے سے محفوظ رہے۔ زمین پر بیٹھ کر کھانے میں عار نہ تھی۔ گفتگو میں شیرینی، اگرچہ انتہائی سادہ لیکن مدلل انداز جس سے سننے والے پر کسی قسم کا بوجھ نہ پڑتا۔ تقریر کرتے تو روانی ہوتی اور سامعین ساتھ ساتھ شیریں بیانی سے متاثر بد عقائد سے توبہ کرتے چلے جاتے۔ دور دور سے کھنچے چلے آتے۔ وہ تھے بھی ایسے ہی سنگِ پارس کہ جو سنگ لگے تو سونا بن گئے، سنگدلی دور ہو جائے۔ ناواقف پہلی بار اندازہ بلکہ یقین نہ کر پاتا کہ یہی معروف شخصیت ہیں حافظ عبدالقادرؒ! لیکن جب قادر الکلامی سے دین کے موتی بکھیرتے، مشامِ جاں کو معطر کرتے تو ہزار جان سے دل صدقے صدقے ہو جاتا۔ ان کی مجلس میں یاوہ گوئی ہوتی نہ بیہودہ گوئی کہ آج ہماری مجلسوں کا یہی وطیرہ بن گیا ہے۔ حافظ صاحب کی مجلس عطار کی مجلس تھی کہ خود بخود ہی جاہل کو بھی علم سے وافر حصہ مل جاتا۔ اور مشامِ روح بھی معطر ہو جاتے۔

جناب حافظ عبدالقادر روپڑیؒ میں نہ تو یبوست تھی، نہ ہی زیادہ نرمی۔ عموماً چار کتابیں پڑھنے کے

© rasailojaraid.com

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

© rasailojaraid.com
www.KitaboSunnat.com

بعد علامہ فہامہ کہلوانے کا جو جنون آج کل چڑھا ہوا ہے، وہ اس سے کوسوں دور تھے۔ نفاق نام کو نہ تھا۔ لگی لپٹی بغیر کہہ دیتے لیکن ادب واحترام یا شفقت کے تقاضوں کو ہمیشہ ملحوظ رکھتے۔ دل شکنی سے کوسوں دور تھے۔ خشونت نام کو نہ تھی جسے آج کل بڑوں کا طرۂ امتیاز گردانا جاتا ہے۔

بشری خامیوں اور کوتاہیوں سے کسی کو مفر نہیں، لیکن دوسروں کے عیب اُچھالنا بھی تو علماء کی شان کے شایان نہیں۔ ہمارے ہاں بعض جہلاء کو مسئلہ سمجھ نہ آئے تو کیچڑ اچھالتے ہیں۔ یا یوں کہہ دینا کہ حافظ عبدالقادر کوئی پیغمبر تو نہیں۔ بالکل ٹھیک ٹھاک، بجا فرمایا کہ حافظ صاحب پیغمبر تو نہ تھے لیکن جس طرح انہوں نے رسولِ امین کے جانشین ہونے کا حق ادا کیا، کیا ہم اس کا عشر عشیر کرنے کا بھی سوچ سکتے ہیں؟ ذرا گریبانوں میں جھانک کر دیکھیں۔ کس میدان میں حافظ صاحب پیچھے تھے، انہوں نے تو کبھی کسی پر زبانِ طعن دراز نہ کی، کہ وہ اندر سے بھی خارجی تھے نہ بدباطن۔ ہمیشہ مدلل باحوالہ گفتگو کی۔ چہرے پر یقین کا ایسا جمال اور دلائل کا ایسا جلال تھا کہ مدِمقابل تحسین کیے بغیر نہ رہتا۔

جامع قدس کا انتظام ہو یا تنظیم اہلحدیث کی نگرانی اور اشاعت، طلبہ کے قیام وطعام کا بندوبست ہو یا دیگر ضروریات کا مہیا کرنا، مہمانوں کا استقبال ہو یا مہمان نوازی سب حسبِ مراتب خوش دلی سے انجام دیتے۔ شہر لاہور میں کہیں کوٹھے آباد ہونے کا پتہ چلتا، جواریوں کے تباہی پھیلانے کی خبر ملتی تو فوراً ایس۔ پی صاحبان کو فون کرتے کہ "تم ہی امتِ مسلمہ کے ذمہ دار ہو، جاگو کہ اندھیرے میں مال وجان کے ساتھ لوگوں کی آبرو لٹ رہی ہے، تم غفلت میں پڑے ہو اور شہر میں بدمعاشی ہو رہی ہے، اللہ کو روزِ قیامت کیا جواب دو گے؟" ایک لحہ ٹھہر کر ذرا سوچئے کہ یہ احساسِ جواب دہی کس میں ہے اور کونسا خطیبِ شہر ہے جو کوتوال کو بھی جگائے! یہاں تو وعظ کے بعد خطباء اور سامعین سوئیں تو چاشت کی خبر لائیں اور ایسے واعظوں کو اب کہا جاتا ہے مہربانی کر کے آئندہ ایسا بے عملی کا وعظ کرنے ہمارے ہاں تشریف نہ لائیں! انا للہ وانا الیہ راجعون

روپڑ کی ایک مسجد میں خطبہ شروع کرتے ہی کفار کا عمل دہرایا گیا تو حافظ صاحب کی زبان سے گالیاں نکلیں نہ بددعائیں، نہ آپے سے باہر ہوئے، نہ تبرا بولا، نہ زبانِ طعن دراز کی کہ ایسے وقت میں ہی بندے کا کردار نکھر کر سامنے آتا ہے۔ آپ تھے ہی حلم و تحمل کا مجسمہ۔ چوہدری صدیق مرحوم کہا کرتے تھے کہ مجھے وہابیوں کی مسجد جڑ سے اکھاڑنے کا جنون تھا لیکن حافظ صاحب مرحوم کے دلائل اور مخلصانہ اندازِ دعوت نے جھاگ کی طرح بٹھا دیا بلکہ راہِ راست پر لگا دیا اور وہ ان مساجد کے محب بن گئے تھے۔

حافظ صاحب میں مداہنت نام کو نہ تھی، جس کسی سٹیج سے بولے، حق ہی بولے۔ قرآن پڑھنے کا اپنا ہی ایک روپڑی سٹائل تھا۔ سادہ لیکن دل موہ لینے والا انداز، ہیکیں لگاتے تھے نہ قرآن کو گاتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے گا کر قرآن پڑھنے سے منع فرمایا تھا۔ اسی لیے آج کے واعظ میں روح

© rasailojaraid.com

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

بلالی" نہیں رہی۔

مجھے جب آسان ترجمہ پیش کرنے کی سعادت حاصل ہوئی جسے جناب حافظ نذر احمد حفظہ اللہ نے مرتب فرمایا تھا اور دیگر علماء کی معیت میں بندۂ عاجز نے اپنی بے بضاعتی کے باوجود بتوفیقہ اس میں حصہ لیا تھا۔ جناب حافظ عبدالقادرؒ نے ایک نظر دیکھنے کے بعد فرمایا کہ سورۂ یوسف کے چند الفاظ کا ترجمہ سنائیں مثلاً: بَثِّي: میری بے قراری، حَرَضًا: بیمار، آثرك: پسند کیا ر فضیلت دی، ضَلٰلِكَ الْقَدِيْمِ: پرانا وہم...... ژرف نگاری کا یہ عالم تھا کہ خوب تحسین فرمائی کیونکہ ترجمہ آسان، عام فہم اور بفضلہٖ تعالیٰ منشائے ربانی کے قریب قریب تھا۔ حاضر جوابی ایسی کہ ایک دفعہ تقریر کے دوران اقبالؒ کے حوالے سے جب فرمایا کہ آگ آج بھی اندازِ گلستان پیدا کر سکتی ہے تو کسی نے چٹ بھیجی کہ ہم آگ جلاتے ہیں، آپ چھلانگ لگائیں گے، فوراً ہی جواب مرحمت فرمایا: "تم نمرود بن کے آگ جلاؤ، میں ابراہیمی ایمان کا مظاہرہ کرتے ہوئے چھلانگ لگا دوں گا"

ایک شخص نے نماز سے پہلے بلند آواز سے نیت کی تو اس پر فرمایا کہ "آپ کو نیت یوں کرنی چاہئے تھی: دو رکعت پیچھے اس امام کے اور دو رکعت بعد میں اٹھ کر اکیلے" کہنے لگا: بات تو ٹھیک ہے لیکن نام پوچھ کر کہنے لگا: مگر آپ کی بات نہ مانوں گا؟...... تعلیم کے لیے مجمع کا انتظار نہ کرتے تھے "کلّموا الناس علی قدر عقولهم" پر عمل پیرا رہتے۔ ایک ایک لفظ دل ودماغ میں اترتا جاتا۔ ایک ایک فقرے میں معانی کا دریا بہاتے۔ کوزے میں دریا بند کرتے۔ ہم نے انہیں دیکھا، گلا پھاڑتے نہ دیکھا، ہاں گلے سے گلا ملاتے، گلہ دور کرتے ضرور دیکھا۔ ٹھیٹھ پنجابی بولتے، اردو پر بھی کامل عبور تھا لیکن تقریر پر کمالِ عبور کہ زبانیں ہاتھ کی چھڑی یا گھڑی کی طرح ہاتھ باندھے کھڑی رہتی تھیں۔ سوچ بچار کا مسئلہ نہ تھا۔ کہ اللہ کریم نے کمال کا حافظہ دیا تھا۔ نوکِ زبان پر جواب دیتے جیسے لالہ وگل کھلے پڑے ہوں۔ نباض تھے، لفاظ نہ تھے۔ لوگوں کو گنگ کر دیتے کہ یہ اللہ نے کمال بخشا تھا۔ ہر ایک سے سلوک شایانِ شان کرتے۔ جیسے بادشاہ بادشاہوں سے سلوک کرتے ہیں۔

توحید پر استقامت کا یہ عالم تھا کہ روانی میں فرماگئے کہ رسالتمابؐ نے حدیث پاک کے ذریعے ایسی تربیت کر دی ہے کہ بڑے سے بڑا متنبی بھی شرک کے لیے کہے تو اللہ کے فضل سے ردّ کر دیں گے۔

بشری خامیاں اور کوتاہیاں بہر حال ہوتی ہیں۔ حافظ صاحب نبیؑ تھے نہ صحابیؓ، لیکن علمائے دین رحمہم اللہ کی صف میں ایک ممتاز مقام کے حامل نظر آتے ہیں۔ ان کی ایک مجلس میں جو فیض ملتا تھا وہ کتابوں کے انبار سے بھی ملنا ممکن نہیں۔ کیوں کہ اللہ نے صاحبِ کتاب کو پہلے بھیجا اور نزولِ کتاب بعد میں کیا۔ اسی لیے قرآن دیکھیں تو رسول خُلُقُهُ الْقُرآن کا حامل نظر آتا ہے۔ اگر رحمت للعالمین کی ذاتِ اقدس کو دیکھیں تو یوں محسوس ہوتا ہے جیسے قرآن مجسم سیرت و اسوۂ حسنہ بن گیا ہے۔

© rasailojaraid.com
محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

بس اسی نورِ نبوت مصطفیٰ کی کرنوں سے مستنیر ہو کر حافظ عبدالقادرؒ اعلیٰ مناظر، حاضر جواب ادیب، فقیہ دوراں اور انکساری و عاجزی کے بلند مقام پر بے مثل نظر آتے ہیں۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ اب حافظ صاحبؒ کے بلند کردار کی روشنی میں :

۱۔ جامعہ قدس کو ایک عالمی ادارہ بنانے کے لیے جملہ مساعیٔ جمیلہ بروئے کار لائیں۔
۲۔ ان کی تقاریر کو تحریری شکل دینے کے لیے باقاعدہ عملی منصوبہ بنائیں۔
۳۔ کیسٹوں کو یکجا کر کے پاکستان کے علاوہ بیرونی ممالک کی مساجد میں بھجوانے کا بندوبست کریں کہ اس سے بھی عقیدہ و عمل کی اصلاح ہو گی۔
۴۔ جامعہ قدس سے فارغ التحصیل ہونے والے علماء کو قرآنی آیات پر مبنی حافظ عبدالقادر روپڑیؒ شیلڈ دی جایا کرے۔
۵۔ علم و عمل اور حلم کے حامل بلند کردار ژرف نگاہ تقریر و تحریر کے کامل نمونوں والے علماء تیار کر کے اصلاحِ احوال کے لیے معاشرے میں پھیلائے جائیں۔
۶۔ ایسے علماء سکولوں، کالجوں اور یونیورسٹیوں میں کتاب و سنت کا پرچار کرنے کے لیے آگے بڑھائے جائیں تاکہ جہالت کے اندھیرے چھٹ جائیں۔
۷۔ روپڑی خانوادہ علم و فضل کے جملہ وارثانِ علم و عمل سال میں کم از کم ایک بار مل کر سالانہ کارکردگی کا جائزہ لیں اور اپنا محاسبہ کر کے آئندہ کا لائحہ عمل تشکیل دیں۔
۸۔ خامیوں کو دور کر کے اصلاحِ احوال کے لیے اقدامات لازماً تیزی سے اٹھائیں۔
۹۔ مجلہ محدث اور تنظیم اہلحدیث کے ذریعے حجیتِ حدیث کو نیر تاباں بنائیں کہ یہ حافظ صاحب مرحوم کا خاص موضوع تھا۔
۱۰۔ قرآن و سنت کی روشنی میں جہالت بلکہ کفر و شرک، بدعت، نفاق، تعصب، عناد، کینے، اور دہشت کے خلاف جہاد کیا جائے۔ تلک عشرۃ کاملۃ

آخر میں حافظ صاحب کے ساتھ ساتھ سیدنا جناب حافظ عبداللہ محدث روپڑیؒ، جناب حافظ محمد حسین روپڑیؒ اور جناب حافظ اسماعیل روپڑیؒ بلکہ سب بزرگوں کے لیے بلندیٔ درجات کی دعاؤں کے ساتھ ساتھ صمیم قلب سے دعا ہے کہ اللہ کریم ہم سب پسماندگان کو ان کا جانشین بننے کا اہل بنائے، یعنی جانشینی کا حق ادا کرنے کی توفیق بخشے۔ آمین!

جس طرح وہ نوجوان خطباء کی تربیت اور سرپرستی فرماتے رہے۔ اس طرح سرپرست بن جائیں تاکہ بعد میں خلا باقی نہ رہے۔ انہوں نے اونچا بول بولا، نہ اونچا بولنے دیتے۔ علماء کے خلاف زبانِ طعن دراز کرتے نہ سنا، کہ یہی درویشوں کی متاع، فقیروں کا توشہ اور آخرت کا سرمایہ ہے۔

اللہ کریم اس مشن کی تکمیل کے سلسلے میں جناب حافظ عبدالرحمٰن مدنی، حافظ حسن مدنی اور عارف سلمان روپڑی کی جملہ مساعیٔ جمیلہ کو شرفِ قبولیت بخشے اور ہمیں تعاون کی بیش از بیش توفیق دے۔ آمین!

© rasailojaraid.com

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ